Al-Azhār

ISSN (Print): 2519-6707

Volume 7, Issue 2(July- December, 2021)

Issue:http: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/17

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/248

Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v7i02.248

Title Approach of Imam Abu Hatim towards Exclusive Narrator "Tafarrud-e-Ravi"(An analytical study of Kitab-ul 'Ilal),"

Author (s): Dr. Muhammad Imran, Dr. Abdul Qadir Abdul Wahid

Received on: 29 July, 2021

Accepted on: 29 November, 2021

Published on: 25 December, 2021

Citation: Dr. Muhammad Imran, Dr. Abdul Qadir Abdul Wahid,Approach of Imam Abu Hatim towards Exclusive Narrator "Tafarrud-e-Ravi"(An analytical study of Kitab-ul 'Ilal)," Al-Azhār: 7 no, 2 (2021): 33-46

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

تفردِ راوی اور اِمام اَبو حاتم کا منہج کتاب العلل کا تجزیاتی مطالعہ

Approach of Imam Abu Hatim towards Exclusive Narrator "Tafarrud-e-Ravi"(An analytical study of Kitab-ul 'Ilal)

ڈاکٹر محمد عمران*

ڈاکٹر عبدالقادر عبدالواحد**

Abstract

"Tafarrud" called singularity or exclusive narrator and dealt as immensely sensitive area in the study of 'ilal (Cause and Reason).

Therefore, it requires a great attention and utmost care must be taken. Ultimately, observing illat or cause in these kinds of narrations become challenging. The Muslim Jurists differences in addressing the area of Tafarrud-e-Ravi (Exclusive Narrator) reveals that it is the toughest subject to understand. The Muslim Scholars and Muhadditheen have higher proportion of divergence in opinion towards Absolute Narrator (Tafarrud-e-Mutlaq) than Relative Narrator (Tafarrud-e-Nisbi). The Muslim Scholars and Muhadditheen have adopted distinguished approaches and methodologies attempting to determine the reliability and authenticity of the Narrator of a Hadith.

In this research work we will try to examine and consider the approach and methodology of Imam Abu Hatim towards "Tafarrud-e-Ravi" Exclusive Narrator and how does he look to all this and draw the conclusion.

***Keywords*:** Tafarrud, *singularity, Tafarrud-e-Mutlaq, Tafarrud-e-Nisbi*

....

*اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی

**اسسٹنٹ پروفیسر ویزٹینگ ،اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

الحمد لله حمدا يوافي نعمه ويدفع نقمه ويكافئ مزيده اللهم لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك وعظيم سلطانك لك الحمد ملئ السماوات والأرض وملأ ما شئت من شيء بعد يا رب العالمين. ..الحمد لله على كل حال بعدد أنفاس الكون والصلاة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين۔

یہ حقیقت ہے کہ سنت نبویہ باقاعدہ طور سے اللہ جل شانہ کی طرف سے بطور وحی کے رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوتی رہی، اور شریعت مطہرہ میں قرآن کریم کے بعد اسی کا مقام و مرتبہ ہے، یہ احادیث نبویہ یا تو قرآنی اوامر و نواہی کے بیان و توضیح پر مشتمل ہوتی ہے یا کسی ایسے حکم کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو کہ قرآن کریم میں بتلایا نہیں گیا ہوتا، اسی بناء پر اللہ جل شانہ نے ہمیں قرآن میں ہی متعدد مقامات پر اتباع سنت کا حکم دیا۔

سنت کی اسی اہمیت کے پیش نظر ائمہ و نقاد محدثین نے صحیح و ضعیف احادیث کی معرفت کے لئے قواعد و ضوابط ترتیب دئے تاکہ ان کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ کون سی روایات صحیح ہیں اور کون سی روایات قابل قبول نہیں، تاکہ ان پر عمل کیا جائے یا ان سے اجتناب کیا جائے۔

اگر کوئی باحث کسی علل کی کتاب کو اٹھا کر دیکھے تو اس میں علل کے میدان کے کئی شہسوار نظر آئیں گے جن میں امام شعبہ، یحییٰ بن سعید، عبد الرحمن بن مہدی، علی بن المدینی، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام اَبو حاتم اور ابن اَبی حاتم قابل ذکر ہیں، انہوں نے یہ مرتبہ و منزلت اپنی شبانہ روز محنت، احادیث کے بارے میں تگ و دو اور راویان حدیث کے مکمل احوال کی چھان بین اور ان میں سے ایک کی روایات کو دوسرے راوی کی روایات کے ساتھ مقارنہ و معارضہ کے بعد ان کی روایات پر باریک بینی کے ساتھ غیر جانبدار رہ کر حکم لگانے کی بدولت حاصل کیا ہے، اگر کتب العلل یا تراجم کی کتب میں ان ائمہ کا منہج دیکھا جائے تو بخوبی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ کسی بھی راوی کی تمام روایات کا استقصاء کرتے تھے اور پھر اس کے بعد اس راوی پر روایات کے ضمن میں حکم لگانے کی جرأت کرتے تھے، جیسا کہ امام دارقطنی، امام ابن اَبی حاتم اور امام ابن عدی کی کتب کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ ان ائمہ کے منہج میں اخلاص وللّٰہیت کے طفیل احادیث کے بارے میں ان کے احکام کبھی بھی مختلف نہیں رہے، بلکہ اگر تمام ائمہ کے احادیث کے بارے میں اقوال کی تفتیش کی جائے تو واضح

ہو گا کہ ان اقوال میں کوئی بُعد نہیں ہے۔

تاہم بعد کے ادوار میں یہ بکثرت دیکھنے میں آیا کہ کسی روایت کے بارے میں متقدمین نے کوئی ایک حکم صادر فرمایا تھا لیکن متاخرین نے اسی روایت کے بارے میں اس کے بالکل متضاد حکم کا اجراء کرتے ہوئے ان سے اختلاف کیا، اسی بناء پر اس فن میں مزید مباحث نے جنم لیا کیونکہ کبھی کبھار ثقہ اور معتبر راوی بھی وہم میں مبتلا ہو سکتا ہے لہذا ہر ایک روایت پر انفرادی طور سے حکم لگانے کی بجائے اس کے لئے دیگر متابعات و شواہد کو بھی دیکھنے کا رجحان بڑھنے لگا، تا کہ ان کی روشنی میں کسی روایت پر حکم لگایا جا سکے، تاہم اگر کوئی راوی کسی روایت کے نقل کرنے میں تفرد اختیار کر رہا ہو تو ایسی صورت میں علماء و محدثین کو مشکل پیش آتی ہے اور ان کے اقوال آپس میں متعارض معلوم ہوتے ہیں خصوصاً اس صورت میں جب یہ تفرد کرنے والا راوی کسی بھی قسم کے ضعف سے خالی ہو، چاہے وہ ثقہ ہو یا صدوق کے مرتبہ پر فائز ہو۔ تو کیا راوی کا تفرد کسی بھی روایت میں علت کا سبب ہوتا ہے، چاہے وہ ثقہ ہو یا ضعیف یا صدوق ہو۔

تفرد جیسا کہ اپنے نام سے ظاہر ہے کہ اس روایت کو کہتے ہیں جس میں کسی راوی کے ساتھ دوسرے راوی نے مشارکت نہ کی ہو، اور ایسی روایت کے لئے علماء و محدثین نے کئی اصطلاحات کا استعمال کیا ہے، جن میں "الحديث الغريب" کا استعمال بکثرت دیکھنے میں آتا ہے، تاہم اس کے علاوہ " أفراد فلان "، " تفرد فلان "، " لا نعرفه إلا من هذا الوجه "، " تفرد به فلان لا أعلم حدث به غيره "، " من غرائب فلان " اور " لا يرويه أحد إلا فلان " کے کلمات بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔

تفرد کا میدان خصوصی طور سے علم العلل سے تعلق رکھتا ہے، اس فن کا ماہر بخوبی جانتا ہے کہ تفردِ راوی کو اس علم العلل میں خصوصی اہمیت حاصل ہے، تفرد کی اسی خصوصیت اور اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے علماء و محدثین نے وقتاً فوقتاً کتب ترتیب دیں جن میں امام دار قطنی کی " الغرائب والأفراد " قابل ذکر ہے جو کہ حافظ ابن طاہر المقدسی نے اَطراف کے طرز پر مرتب کی ہے، انہی امام دار قطنی نے اس فن میں دیگر کتب بھی ترتیب دی ہیں جیسا کہ " الفوائد المنتخبة " اور " غرائب مالك " وغیرہ۔ امام دار قطنی کے علاوہ اس فن میں امام طبرانی نے اپنا لوہا منواتے ہوئے " المعجم الأوسط " اور " المعجم الصغير " مرتب کیں جن میں انہوں نے اس موضوع

سے متعلق احادیث جمع کیں، اسی طرح امام بخاری نے بھی اپنی مشہور زمانہ کتاب " التاريخ الكبير "میں اس فن سے متعلق احادیث یکجا کیں، جب کہ حافظ ابن عدی نے " الكامل في ضعفاء الرجال "، امام عقیلی نے " الضعفاء الكبير "اور اَبو نعیم نے "حلية الأولياء "میں اپنی اپنی مساعی کو جگہ دی۔

تفرد راوی کے نتیجے میں علوم الحدیث کی مختلف انواع ظہور میں آتی ہیں، کبھی تو اس حدیث کی روایت کرنے والا راوی اکیلا ہی اسے روایت کر رہا ہو گا اور اس کے ساتھ کوئی بھی اس میں شریک نہ ہو گا تو اسے "الحديث الغريب" کہا جائے گا، جس کو پھر علماء اصول حدیث مزید دو اقسام " الغريب المطلق "اور" الغريب النسبي "میں تقسیم کرتے ہیں[1]۔

اور یا اس تفرد کے نتیجے میں علم العلل کی مباحث وقوع پذیر ہوں گی، یا پھر اس تفرد کے نتیجے میں " الحديث الشاذ" کی طرف راہنمائی ہو گی اور شاذ کی مباحث پر مطلع ہو اجائے گا۔

اور یا تفرد راوی کی وجہ سے " الغريب المنكر "وجود میں آئے گی اور علوم الحدیث میں اس کی مباحث سے بحث کی جائے گی یا اس تفرد راوی کے نتیجے میں " زيادة الثقة "جیسی مباحث ظہور میں آئیں گی۔

اگر متقدمین کے منہج و اسلوب کو دیکھا جائے تو وہ تفرد راوی کو بالکل بھی پسند نہیں کرتے تھے اور اسے شنیع گردانتے تھے[2]، تاہم اس سے یہ مترشح نہیں ہوتا کہ کیا متقدمین علماء و محدثین اس تفرد کی بناء پر روایات کو ضعیف قرار دیتے تھے یا نہیں، بغور دیکھا جائے تو تفرد راوی کی شناعت کے باوجود ائمہ محدثین بعض جلیل القدر علماء کے تفرد کو قبول کرتے نظر آتے ہیں[3]، اس صورتحال کے تناظر میں علماء و محدثین واضح طور سے دو جوانب اختیار کئے ہوئے نظر آتے ہیں، پہلی جانب کی رو سے عموماً محدثین تفرد راوی کی صورت میں تضعیف حدیث کے قائل نظر آتے ہیں[4]، چاہے تفرد کرنے والا راوی ضعیف ہو یا ثقہ ہو۔

دوسری جانب دیکھا جائے تو نقاد محدثین کے تصرفات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ غرائب احادیث کو اکٹھا کرنے کا اہتمام کرتے تھے[5]، تاہم یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ دونوں جوانب آپس میں متعارض نہیں ہیں، کیونکہ غرائب احادیث کے لکھنے سے جو ممانعت ائمہ و محدثین سے منقول ہے وہ اس صورت میں ہے کہ جب یہ

تفرد ایسے راویوں سے منقول ہو کہ جو ضعیف ہوں یا ان سے درجہ میں کم ہوں، جیسا کہ امام خطیب بغدادی سے اس کی صراحت منقول ہے[6]۔

اسی طرح غرائب احادیث کی کتابت اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ایسی احادیث صحیح ہوں گی، کیونکہ صرف روایت کرنے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ وہ روایت صحیح ہو گی بلکہ کبھی وہ صحیح ہو گی اور کبھی غلط ہو گی، اور یا بعد میں بحث و تفتیش کے بعد اس کی حیثیت متعین ہو گی۔

الغرض محدث کو جب کوئی روایت پہنچتی ہے جس میں کسی ثقہ راوی نے تفرد کیا ہو تو اس کی صحت و ضعف پر اس وقت مطلع ہوا جا سکتا ہے جب اس روایت کے بارے میں ہر قسم کی بحث مکمل کر لی جائے، اور کتابت حدیث اور اس پر صحت کے حکم کے مابین کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔

غریب حدیث کے بارے میں کسی ایک ناقد کا حکم ایک قسم کا ہو گا جب کہ دوسرے ناقد کا حکم دوسری طرح کا ہو گا، یہی وجہ ہے کہ علم العلل کے میدان میں تفرد ایک انتہائی دقیق موضوع ہے، جو کہ نہایت احتیاط کا متقاضی ہے، اسی بناء پر اس قسم کی روایت میں علت کا واضح ہونا بہت ہی مشکل ہوتا ہے، ائمہ کا بکثرت اختلاف ہی اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تفرد راوی مشکل ترین موضوع ہے، تاہم تفرد مطلق کے بارے میں علماء کا اختلاف کافی زیادہ ہے بنسبت تفرد نسبی کے، اور علماء و محدثین کا اس بارے میں اپنے اپنے مناہج و اسالیب ہیں جن کے مطابق وہ تفرد راوی پر حکم لگاتے ہیں، زیر نظر بحث میں ہم امام اَبو حاتم کا تفرد راوی کے بارے میں منہج و اسلوب کو زیر تحقیق لائیں گے اور اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کریں گے کہ تفرد راوی کی صورت میں امام اَبو حاتم کا منہج و اسلوب کیا رہا ہے اور وہ اسے کس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ امام اَبو حاتم کے اس منہج کو پرکھنے کے لئے ہم نے احادیث کے بارے میں ان کے وہ اقوال جو کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبد الرحمن بن اَبی حاتم کو ان کے سوالات پوچھنے پر ان کے جوابات کی شکل میں دئے تھے اور ان سوالات و جوابات کو انہوں نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "علل الحدیث" میں جمع کیا ہے، ان اقوال کو مد نظر رکھ کر ہم ان کے منہج کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

در حقیقت ائمہ و محدثین نے تفرد راوی کی صورت میں مختلف مناہج اختیار فرمائے ہیں اور ہر امام نے اپنا الگ منہج و اسلوب اختیار کرتے ہوئے اس پر حکم لگایا ہے، کئی احادیث ایسی ہیں کہ جو امام بخاری و مسلم نے باوجود تفرد در

اوی کے اپنی صحیحین میں نقل کی ہیں لیکن دوسری طرف امام اَبو حاتم نے ان پر نکارت کا حکم لگایا ہے[7]، اس صورت میں امام العلل امام اَبو حاتم کے منہج کو سمجھنے کے لئے ان روایات کو زیر بحث لانا ضروری ہے جو کہ تفرد راوی کے ساتھ مروی ہیں اور امام اَبو حاتم نے ان روایات کو قابل اعتناء نہیں ٹھہرایا۔

اس سلسلے کی پہلی روایت عبد اللہ بن لہیعہ کی روایت جو وہ علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع نقل کرتے ہیں: " من وجد في بطنه رزا وهو في الصلاة، فلينصرف "[8]، امام بزار اور امام طبرانی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ مذکورہ روایت میں ابن لہیعہ نے تفرد اختیار کیا ہے، جب ہم ابن لہیعہ کے بارے میں علماء جرح وتعدیل کے اقوال دیکھتے ہیں تو ان کے بارے میں ہمیں یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ وہ صدوق راوی تھے، اگرچہ ان کی کتب جلنے کے بعد انہیں اختلاط لاحق ہو گیا تھا[9]، یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اَبو عبید الآجری امام ابن اَبی مریم سے بواسطہ اَبو داوَد یہ نقل کرتے پائے گئے ہیں کہ عبد اللہ بن لہیعہ کی کتب جلی نہیں تھیں بلکہ کوئی کتاب ہی نہیں ضائع نہیں ہوئی تھی بلکہ یہ بات کسی اور مقصد کے لئے مشہور کی گئی تھی[10]، اسی بات کی تائید امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین اور امام طہمان کرتے پائے گئے ہیں[11]۔

جب کہ بعض ائمہ محدثین یہ کہتے پائے گئے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ عبد اللہ بن لہیعہ کی توثیق کرتے تھے جیسا کہ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس کی صراحت فرمائی ہے[12]، الغرض عبد اللہ بن لہیعہ کی حالت ایسی ہرگز نہیں تھی کہ ان کی روایت بالکل رد کر دی جائے بلکہ اگر ان کے بارے میں کسی قسم کی کوئی قدغن لگائی بھی گئی ہے تو وہ ان کی عدالت کی وجہ سے نہیں لگائی گئی یہی وجہ ہے کہ کبار محدثین علماء نے ان کی مدح بیان فرمائی ہے، لیکن اس کے باوجود امام اَبو حاتم نے ان کی روایت کو تفرد کی وجہ سے قابل اعتناء نہیں جانا[13]، جب کہ متاخرین میں سے شیخ احمد محمد شاکر نے اس سند کو صحیح قرار دیا ہے[14]۔

اس سلسلے کی اگلی روایت جس میں امام اَبو حاتم تفرد راوی کو رد کرتے ہوئے حدیث پر ضعف کا حکم لگاتے ہیں وہ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ " كان آخر الأمر من رسول الله ﷺ ترك الوضوء مما مست النار " ہے، مذکورہ روایت احادیث کی معتبر کتب میں موجود ہے[15]، مذکورہ روایت نقل کرنے کے بعد امام طبرانی فرماتے ہیں کہ اس سند میں " علي بن عياش " نے تفرد اختیار کیا ہے اور ان کے علاوہ " شعيب

بن أبي حمزة" سے کسی نے بھی یہ روایت نقل نہیں کی۔جب کہ" علي بن عياش "کے بارے میں علماء و جرح وتعدیل کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ "ثقة ثبت "ہیں[16]، باوجود ان کی توثیق و تعدیل کے، امام ابو حاتم نے ان کی روایت کو قبول نہیں کیا اور اسے مضطرب قرار دیا ہے[17]۔

اسی طرح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت" جاء رجل بأبيه إلى النبي ﷺ يقتضيه دينا عليه، فقال النبي ﷺ : أنت ومالك لأبيك"[18] کے بارے میں بھی امام أبو حاتم کا یہی موقف رہا ہے، مذکورہ روایت ذکر کرنے کے بعد امام طبرانی المعجم الصغیر میں فرماتے ہیں کہ اس سند میں" إبراهيم بن عبد الحميد ابن ذي حماية "نے تفرد اختیار کیا ہے۔اور" إبراهيم بن عبد الحميد"کے بارے میں یہی امام طبرانی فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ راوی تھے[19]۔تاہم اس کے باوجود امام أبو حاتم نے ان کی تفرد کو قبول نہیں فرمایا اور مذکورہ سند" عن إبراهيم بن عبد الحميد قاضي حمص، عن غيلان بن جامع، عن حماد ، عن إبراهيم ، عن علقمة ، عن ابن مسعود" کو رد کرتے ہوئے ان کے مقابل" حماد، عن إبراهيم ، عن الأسود، عن عائشة، عن النبي ﷺ"کی سند کو صحیح قرار دیا[20]۔

اسی طرح ایک دوسری روایت کے بارے میں جب ابن أبي حاتم نے اپنے والد امام أبو حاتم سے پوچھا تو انہوں نے اس راویت کے راوی کے تفرد کی وجہ سے اس روایت کو مضطرب قرار دیا، وہ أنس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روا" اثردوا ولو بالماء"ہے، مذکوہ روایت داؤد بن رشید نے بواسطہ سند" سلمة بن بشر بن صيفي ، عن عباد بن كثير الشامي، عن أبي عقال ، عن أنس بن مالك، عن النبي"نقل کی ہے[21]، امام طبرانی نے مذکورہ سند نقل کرنے کے بعد اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ داؤد بن رشید نے اس سند میں تفرد اختیار کیا ہے، اور سند میں اضطراب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے ناقابل قبول قرار دیا [22]،جب کہ داؤد بن رشید ثقات میں سے شمار کئے جاتے ہیں[23]۔

اسی طرح مزید دیکھا جائے تو اسی کتاب العلل میں ہشام بن عمار کی روایت " سئل رسول الله ﷺ : أي الأجلين قضى موسى ؟ قال: قضى أوفاهما"کے بارے میں جب امام أبو حاتم کی رائے طلب کی گئی[24]، تو انہوں نے ہشام بن عمار کی روایت کو مسترد کر دیا، جب کہ امام طبرانی نے مذکورہ سند میں ہشام بن عمار کے تفرد

کی طرف بھی صراحت فرمائی ہے[25]، اگر چہ ہشام بن عمار محدثین کے مطابق "صدوق "راویوں میں شمار ہوتے ہیں[26]، لیکن امام ابو حاتم نے محدثین کے اس حکم کی طرف بالکل بھی اعتناء نہیں رکھا اور ان کے تفرد کو قبول نہیں کیا[27]۔

اسی طرح اَیوب بن سوید نے بھی ایک روایت میں تفرد اختیار فرمایا جو کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ نبی کریم ﷺ کا قول نقل فرماتے ہیں " كل لحم أنبته السحت، فالنار أولى به "[28]، اَیوب بن سوید کے بارے میں علماء جرح وتعدیل نے موقف اختیار کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ "صدوق" تھے، لیکن اس کے باوجود امام ابو حاتم نے ان کی ذکر کردہ سند " عن سفيان الثوري، عن عبد الملك بن عمير، عن ربعي بن حراش، عن حذيفة؛ قال: سمعت رسول الله ﷺ "کو قبول نہیں کیا[29]، اور تفرد کی وجہ سے ان کی روایت کو غلطی قرار دیا[30]۔

اگلی روایت جس میں امام اَبو حاتم نے باوجود راوی کے ثقہ ہونے کے ان کے تفرد کی بناء پر سند کو ناقابل قبول قرار دیا وہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی "أن النبي ﷺ قال: لا تظلموا فتدعوا فلا يستجاب لكم، وتستسقوا فلا تسقوا، وتستنصروا فلا تنصروا" ہے۔ مذکورہ حدیث کی سند میں " معاذ بن خالد" نے تفرد اختیار کرتے ہوئے روایت کی سند کچھ اس طریقے سے نقل کی ہے،" عن زهير بن محمد، عن صفوان بن سليم، عن خثيم بن جبير ، عن ابن مسعود"[31]۔ امام طبرانی نے سند ذکر کرنے کے بعد" معاذ بن خالد "کے تفرد کی طرف اشارہ فرمایا اور اسی تفرد کی بناء پر امام ابو حاتم نے اس سند کو مرجوح قرار دیا[32]۔

ایک اور مثال اس بارے میں مزید وضاحت کے لئے پیش کئے جانے کے قابل ہے جس میں ثقہ راوی نے تفرد اختیار کرتے ہوئے اَبو سعید خدری کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا" ألا أخبركم بأشقى الأشقياء ؟ ، قالوا: بلى يا رسول الله؛ قال: من اجتمع عليه فقر الدنيا وعذاب الآخرة" نقل کی ہے[33]، اس روایت کی سند میں "عبد الله بن وهب" نے تفرد اختیار کرتے ہوئے ایسے" عن الماضي بن محمد الغافقي أبي مسعود، عن هشام ، عن الحسن ، عن أبي سعيد الخدري" نقل کی ہے۔ اگر چہ عبد اللہ بن وہب کے بارے میں علماء جرح وتعدیل ان کی توثیق کے قائل ہیں، اور ان کے بارے میں" ثقة حافظ عابد"

کا قول کیا ہے[34]، لیکن اس توثیق و تعدیل کے باوجود امام أبو حاتم نے مذکورہ سند کو باطل قرار دیا[35]، اگرچہ سند کے بطلان کا براہ راست تعلق عبد اللہ بن وہب کے ساتھ نہیں ہے، بلکہ سند میں دیگر رواۃ کی بناء پر اسے باطل قرار دیا گیا ہے، لیکن اس کے باوجود بہر حال عبد اللہ بن وہب کا تفرد قابل اعتناء نہیں رہا۔

اگلی روایت جس میں امام أبو حاتم نے تفردِ راوی کی بناء پر سند کو مرجوح قرار دیا ہے وہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں وہ نبی کریم ﷺ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں " الاقتصاد في النفقة نصف المعيشة، والتودد إلى الناس نصف العقل، وحسن السؤال نصف العلم"[36]، مذکورہ روایت نقل کرتے ہوئے" هشام بن عمار "نے تفرد اختیار کیا، جب اس تفرد کے بارے میں امام ابن أبي حاتم نے أبو حاتم سے استفسار کیا تو انہوں نے اسے باطل قرار دیا[37]، تاہم بطلان کی قوی وجوہات دیگر امور بھی ہیں، لیکن تفرد راوی کی وجہ سے امام أبو حاتم نے اس روایت کو مرجوح قرار دیا۔

اسی طرح اگلی روایت جس میں تفرد راوی کی بناء پر امام أبو حاتم نے حدیث پر نکارت کا اطلاق کیا وہ نبی کریم ﷺ کا قول" إن من واجب المغفرة إدخالك السرور على أخيك المسلم"ہے[38]، امام طبرانی مذکورہ روایت کی سند" ابن أبي فديك ، عن جهم بن عثمان، عن عبد الله بن الحسن ، عن أبيه، عن جده "نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس میں" ابن أبي فديك"نے تفرد اختیار کیا ہے، جن کا مکمل نام" محمد بن إسماعيل بن مسلم بن أبي فديك "ہے، اور ان کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل" صدوق"کا قول کرتے پائے گئے ہیں[39]۔ تاہم اس کے باوجود امام أبو حاتم نے ان کے تفرد کو قابل اعتناء نہیں جانا اور سند کو منکر قرار دیا[40]۔

اسی طرح ایک اور ثقہ وصدوق راوی "عصام بن قدامة" کے تفرد کو بھی امام أبو حاتم نے منکر قرار دیا، جب کہ ان کی روایت کردہ حدیث" قال رسول الله ﷺ لبعض نسائه: ليت شعري! أيتكن صاحبة الجمل [الأدبب] "ہے[41]، امام بزار مذکورہ روایت کی سند ذکر کرنے کے بعد اس بات کی صراحت فرماتے ہیں کہ عصام بن قدامہ نے اس سند میں تفرد اختیار کیا ہے، اگرچہ عصام بن قدامہ محدثین کے مطابق" صدوق "راوی شمار ہوتے ہیں[42]، اس کے باوجود امام أبو حاتم نے ان کی روایت کو منکر قرار دیا[43]۔

آخری روایت جس میں امام أبو حاتم نے تفرد راوی کی بناء پر روایت کو منکر قرار دیا وہ" أبو الزاهرية"کی" من احتكر طعاما أربعين يوما، فقد برئ من الله، والله منه بريء، وأيما أهل عرصة ظل في ناديهم امرؤ جائع، فقد برئت منهم ذمة الله "ہے[44]، مذکورہ سند کے بارے میں جب امام ابو حاتم سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے[45]، اگرچہ ان کے بارے میں علماء جرح و تعدیل کا قول ہے کہ وہ" صدوق" راوی ہیں[46]۔

اس کے باوجود امام أبو حاتم نے ان کے تفرد کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے سند کو منکر قرار دیا، واللہ أعلم۔

نتائج:

مذکورہ بالا تحقیق اور امثلہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تفرد راوی کی صورت میں امام أبو حاتم رحمہ اللہ کا منہج یہ رہا کہ اگرچہ راوی صدوق کے مرتبہ پر ہو بلکہ اگر اس کی توثیق بھی کی گئی ہو تو ایسی صورت میں اگر ان کا تفرد محتمل نہ ہو تو ان کی روایت منکر قرار دی جائے گی۔ اگرچہ دیگر علماء العلل تفرد راوی کی صورت میں ایسا متشددانہ رویہ و اسلوب اختیار نہیں کرتے نظر آتے۔

یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تفرد راوی علوم الحدیث کے اہم ترین مسائل میں سے ہے، اسی کی بناء پر کسی بھی حدیث کی سند یا متن میں علت پر مطلع ہوا جا سکتا ہے۔

اور اسی اہمیت کے پیش نظر علماء العلل نے اس فن میں تصانیف ترتیب دیں اور افراد روایات جمع کرنے کا اہتمام فرمایا۔

اس ساری بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام أبو حاتم رحمہ اللہ کسی صورت تفرد راوی کو قبول نہیں فرماتے، بلکہ راوی صدوق کجا اگر ثقہ بھی ہو تو وہ اس کے تفرد کو قابل اعتناء نہیں جانتے اور عموماً اسے منکر کے درجے میں ڈالتے ہیں۔

اس مقالہ کی روشنی میں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اگر کوئی باحث علم العلل میں رسوخ پیدا کرنا چاہتا ہے تو کتب العلل کے گہرے مطالعہ کے ساتھ ساتھ اسے کتب الافراد والغرائب پر بھی خصوصی توجہ دینا ہو گی، کیونکہ ایسی کتب علم العلل کے لئے بہترین مآخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ وصلی اللہ علی النبی المصطفی۔

1 تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: الكفاية في علم الرواية ص:۱۴۱۔

See in details: Al-Kifāyat fī 'lm al-Riwāyat,p:141

2 دیکھئے: الكفاية في علم الرواية ص:۱۴۱، قواعد العلل وقرائن الترجيح ص:۳۹۔

See: Al-Kifāyat fī 'lm al-Riwāyat,p:141 / Qawā'd al-'lal wa Qarā,n al-Tarjīḥ, p:39

3 تفصیل کے لئے دیکھئے: شرح علل الترمذي ۱/ ۴۱۹۔

See in details: Sharḥ 'lal Al-Tirmidhī, Vol:01,p:419

4 تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: امام ابن أبی حاتم کی "الجرح والتعديل" ۱/ ۱۹، امام خطیب بغدادی کی "الكفاية فی علم الرواية" ص ۱۴۲، امام ابن عدی کی الكامل فی ضعفاء الرجال ۱/ ۵۳ اور امام حاکم کی معرفة علوم الحديث ص ۱۱۹۔

See in details: Imām Ibn-e-Abī Ḥātim, Al-Jarḥ wa al-Ta'dīl,Vol:01,p:19 / Imām Khaţīb Baghdādī, Al-Kifāyat fī 'lm al-Riwāyat,p:142 / Imām Ibn-e-'dī, Al-Kāmil fī Ḍu'fā, al-Rijāl, Vol:01,p:53 / Imām Ḥākim, Ma'rifat 'ulūm al-Ḥadīth, p:119

5 دیکھئے: امام احمد کی العلل ومعرفة الرجال ۳/ ۲۹۹، علل ابن أبی حاتم ۱/ ۲۶۸ اور الجرح و التعديل ۱/ ۳۴۳ - ۳۴۴۔

See: Imām Aḥmad, Al-'lal wa Ma'rifat al-Rijāl, Vol:03,p:299 / 'lal Ibn-e-Abī Ḥātim, Vol:01,p:268 / Al-Jarḥ wa Al-Ta'dīl, Vol:01,pp:343-344

6 دیکھئے امام خطیب بغدادی کی الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع ۲/ ۱۶۰۔

See: Imām Khaţīb Baghdādī, Al-Jām' le Akhlāq al-Rāwī wa Aadāb al-Sām', Vol:02,p:160

7 دیکھئے امام ابن أبی حاتم کی کتاب علل الحدیث کا مقدمہ ۱/ ۱۰۲ - ۱۰۳۔

See: Imām Ibn-e-Abī Ḥātim, 'lal Al-Ḥadīth kā Muqaddimat, Vol:01,pp:102-103

8 دیکھئے مسند احمد ۱/ ۸۸، مسند بزار حدیث نمبر ۸۹۰ اور طبرانی کی المعجم الاوسط حدیث نمبر ۶۳۹۰۔

See: Musnad Aḥmad, Vol:01,p:88 / Musnad Bazzār, Ḥadīth # 890 / Ţibrānī, Al-Mu'jam al-Awsaţ, Ḥadīth # 6390

9 دیکھئے: تقریب التہذیب ص ۳۱۹۔

See: Taqrīb Al-Tahzīb, p:319

10 تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۱۵/ ۴۹۳۔

See in details: Tahzīb al-Kamāl fī Asmā, al-Rijāl, Vol:15,p:493

11 دیکھئے:من كلام أبي زكرياء يحيى بن معين في الرجال، رواية أبي خالد الدقاق يزيد ابن الهيثم بن طهمان ص ۳۷۰۔

See: Min Kalām Abī Zakariyā, Yaḥyā bin Mu'īn fī al-Rijāl, Riwāyat Abī Khālid al-Daqqāq Yazīd Ibn al-Hythum bin Ţahmān, p:370

12 دیکھئے امام ابن عدی کی الکامل فی ضعفاء الرجال ۵/ ۲۵۲۔

See: Imām Ibn-e-'adī, Al-Kāmil fī Ḍu'afā, al-Rijāl, Vol:05,p:252

13 تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:علل الحديث لابن أبي حاتم ۱/ ۴۸۵۔

See in details: 'lal Al-Ḥadīth le Ibn-e-Abī Ḥātim, Vol:01,p:485

14 دیکھئے:مسند اَحمد بتحقیق الشیخ احمد محمد شاکر ۱/ ۴۵۹۔

See: Musnad Aḥmad, Muḥaqqiq Al-Sheikh Aḥmad Muḥammad Shākir, Vol:01,p:459

15 دیکھئے:امام اَبو داوٗد کی سنن میں حدیث نمبر ۱۹۲، سنن نسائی میں حدیث نمبر ۱۸۵، صحیح ابن خزیمہ میں حدیث نمبر ۴۳، صحیح ابن حبان میں حدیث نمبر ۱۱۳۴ اور امام طبرانی کی المعجم الاَوسط میں حدیث نمبر ۴۶۶۳۔

See: Imām Abī Dā,ūd, Sunan Abī Dā,ūd, Ḥadīth # 192 / Sunan Nisā,ī, Ḥadīth # 185 / Ṣaḥīḥ Ibn-e-Khuzymat, Ḥadīth # 43 / Ṣaḥīḥ Ibn-e-Ḥabbān, Ḥadīth # 1134 / Imām Ţibrānī, Al-Mu'jam al-Awsaţ, Ḥadīth # 4663

16 تقريب التهذيب ص ۴۰۴

Taqrīb al-Tahzīb, p:404

17 علل الحديث لابن أبي حاتم (۱/ ۶۴۴)

'lal al-Ḥadīth le Ibn-e-Abī Ḥātim, Vol:01,p:644

18 دیکھئے:امام طبرانی کی المعجم الکبیر حدیث نمبر ۱۰۰۱۹، اوسط میں حدیث نمبر ۵۷ اور المعجم الصغیر میں حدیث نمبر ۲۔

See: Imām Ţibrānī, Al-Mu'jam al-Kabīr, Ḥadīth # 10019, Al-Mu'jam al-Awsaţ, Ḥadīth # 57 , Al-Mu'jam Al-Ṣaghīr, Ḥadīth #02

19 المعجم الصغیر میں حدیث نمبر ۲۔

Al-Mu'jam Al-Ṣaghīr, Ḥadīth # 02

20 علل الحديث لابن أبي حاتم (۴/ ۲۷۰)

'lal al-Ḥadīth le Ibn-e-Abī Ḥātim, Vol:04,p:270

21 دیکھئے:امام طبرانی کی المعجم الاَوسط حدیث نمبر ۱۴۷۔

See: Imām Ţibrānī, Al-Mu'jam Al-Awsaţ, Ḥadīth # 7147

22 علل الحديث لابن أبي حاتم (۴/ ۴۱۵)

'lal al-Ḥadīth le Ibn-e-Abī Ḥātim, Vol:04,p:415

23 تقريب التهذيب ص ۱۹۸

Taqrīb al-Tahzīb, p:198

24 علل الحديث لابن أبي حاتم (۴/ ۶۹۵)

'lal al-Ḥadīth le Ibn-e-Abī Ḥātim, Vol:04,p:695

25 دیکھئے: امام طبرانی کی المعجم الأوسط میں حدیث نمبر ۸۳۷۲۔

See: Imām Ţibrānī, Al-Mu'jam Al-Awsaţ, Ḥadīth # 8372

26 تقريب التهذيب ص ۵۷۳

Taqrīb Al-Tahzīb, p:573

27 علل الحديث لابن أبي حاتم (۴/ ۶۹۵)

'lal al-Ḥadīth le Ibn-e-Abī Ḥātim, Vol:04,p:695

28 دیکھئے: امام طبرانی کی المعجم الأوسط میں حدیث نمبر ٦٦٧٥۔

See: Imām Ţibrānī, Al-Mu'jam Al-Awsaţ, Ḥadīth # 6675

29 تقريب التهذيب ص ۱۱۸

Taqrīb Al-Tahzīb, p:118

30 علل الحديث لابن أبي حاتم (۵/ ۲۱۱)

'lal al-Ḥadīth le Ibn-e-Abī Ḥātim, Vol:05,p:211

31 دیکھئے: امام طبرانی کی المعجم الأوسط میں حدیث نمبر ۲۵۶۲۔

See: Imām Ţibrānī, Al-Mu'jam Al-Awsaţ, Ḥadīth # 2562

32 علل الحديث لابن أبي حاتم (۵/ ۴۲۹)

'lal al-Ḥadīth le Ibn-e-Abī Ḥātim, Vol:05,p:429

33 دیکھئے: امام طبرانی کی المعجم الأوسط میں حدیث نمبر ۱۰۱۷۔

See: Imām Ţibrānī, Al-Mu'jam Al-Awsaţ, Ḥadīth # 1017

34 تقريب التهذيب ص ۳۲۸

Taqrīb al-Tahzīb, p:328

35 علل الحديث لابن أبي حاتم (۶/ ۷۸)

'lal al-Ḥadīth le Ibn-e-Abī Ḥātim, Vol:06,p:78

36 دیکھئے: امام طبرانی کی المعجم الأوسط حدیث نمبر ۶۷۴۴، امام بیہقی کی شعب الایمان حدیث نمبر ۶۱۴۸۔

See: Imām Ţibrānī, Al-Mu'jam Al-Awsaţ, Ḥadīth # 6744 / Imām Bayhaqī, Sho'b al-Ieīmān, Ḥadīth # 6148

37 تقريب التهذيب ص ۵۷۳

Taqrīb Al-Tahzīb, p:573

38 دیکھئے: امام طبرانی کی المعجم الأوسط حدیث نمبر ۸۲۴۵ اور المعجم الکبیر حدیث نمبر ۲۷۳۸۔

See: Imām Ţibrānī, Al-Mu'jam Al-Awsaţ, Ḥadīth # 8245 / Al-Mu'jam Al-Kabīr, Ḥadīth # 2738

39 تقريب التهذيب ص ۶۴۸

Taqrīb al-Tahzīb, p:648

40 علل الحديث لابن أبي حاتم (۶/ ۱۸۸)

'lal al-Ḥadīth le Ibn-e-Abī Ḥātim, Vol:06,p:188

41 دیکھئے: امام ابن أبی شیبہ کی" المصنف "حدیث نمبر ۳۷۷۷۴ اور امام بزار کی مسند میں حدیث نمبر ۳۲۷۴۔

See: Imām Ibn-e-Abī Shybat, Al-Muṣannaf, Ḥadīth # 37774 / Imām Bazzār, Musnad, Ḥadīth # 3274

42 تقريب التهذيب ص ۳۹۰

Taqrīb al-Tahzīb, p:390

43 علل الحديث لابن أبي حاتم (۶/ ۵۸۹)

'lal al-Ḥadīth le Ibn-e-Abī Ḥātim, Vol:06,p:589

44 دیکھئے: مسند احمد حدیث نمبر ۴۸۸۰، مسند أبی یعلیٰ حدیث نمبر ۵۷۴۶، امام طبرانی کی المعجم الأوسط حدیث نمبر ۸۴۲۶۔

See:Musnad Aḥmad, Ḥadīth #4880/ Musnad Abī Ya'lā, Ḥadīth #5746/ Imām Ţibrānī, Al-Mu'jam Al-Awsaţ, Ḥadīth # 8426

45 علل الحديث لابن أبي حاتم (۳/ ۶۶۳)

'lal al-Ḥadīth le Ibn-e-Abī Ḥātim, Vol:03,p:663

46 تقريب التهذيب ص ۱۵۴

Taqrīb Al-Tahzīb, p:154